خطبہ جمعہ کے دوران آنے والا دو رکعتیں پڑھے گا۔

حافظ ابو یحییٰ نورپوری

دلیل نمبر ا :

عن جابر بن عبداللّٰہ قال : جاء سلیک الغطفانیّ یوم الجمعۃ ورسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یخطب ، فجلس، فقال لہ ، یا سلیک ! قم فارکع رکعتین ، و تجوّز فیھما، ثمّ قال : اذا جا ء أحدکم ، یوم الجمعۃ ، والامام یخطب ، فلیرکع رکعتین ، ولیتجوّز فیھما ۔

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ، سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آئے اور بیٹھ گئے ، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ، اے سلیک ! کھڑے ہو کر دو مختصر رکعتیں ادا کرو ، پھر(لوگوں سے مخاطب ہو کر) فرمایا ، جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے دوران آئے تو دو مختصر سی رکعتیں پڑھے پھر بیٹھے۔'' (صحیح البخاری : ١١٦٦ ، صحیح مسلم : ٨٧٥، واللفظ لہ)

دلیل نمبر ٢ :

عن عیاض أنّ أبا سعید الخدریّ دخل یوم الجمعۃ ومروان یخطب فقام یصلّی ، فجاء الحرس لیجلسوہ فأبٰی حتّی صلّی ، فلمّا انصرف أتیناہ فقلنا : رحمک اللّٰہ ان کادوا لیقعوا بک ، فقال : ما کنت لئاترکھما بعد شیئ رأیتہ من رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ، ثمّ ذکر أنّ رجلا جاء یوم الجمعۃ فی ھیئۃ بذّۃ والنّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یخطب یوم الجمعۃ فأمرہ فصلّی رکعتین والنّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یخطب ۔

''عیاض رحمہ اللہ بیان کرتے ہیکہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ والے دن مروان کے خطبہ کے دوران مسجد میں داخل ہوئے ، آپ نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی ، سپاہی آپ کو بٹھانے کے لئے آئے، لیکن آپ نے انکار کر دیا اور نماز پڑھی ، جب آپ فارغ ہو گئے تو ہم آپ کے پاس آئے اور عرض کی ، اللہ آپ پر رحم فرمائے ! یقینا وہ سپاہی(آپ کے انکار کے باعث)آپ پرحملہ کر دیتے ، آپ نے فرمایا، میں نبی ئ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذیل میں آنے والے واقعہ کو دیکھنے کے بعد کسی صورت میں بھی ان دو رکعتوں کو نہیں چھوڑ سکتا ، پھر آپ نے بتایا کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خطبہ کے دوران ایک آدمی پراگندہ حالت

میں داخل ہوا ، آپ نے اسے دو رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا ، اس نے نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خطبہ کے دوران دو رکعتیں ادا کیں ۔''(جامع ترمذی : ۵۱۱ ، مسند حمیدی : ۲/۳۲۶۔۳۲۷ ، سنن کبری بیہقی : ۳/۱۹٤ ، الاوسط لابن المنذر : ٤/۹٦ ، ح : ۱۸٤۳ ، مسند دارمی : ۱۵۹۳ ، وسندہ، صحیح)

اس روایت کو امام ابن خزیمہ(۱۸۳۰) اور امام ابن حبان (۲۵۰۵)رحمہمااللہ نے ''صحیح'' اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے''حسن صحیح'' کہا ہے ۔

امام عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں :

کان الحسن یجیئ والامام یخطب فیصلّی رکعتین ۔

''امام حسن بصری رحمہ اللہ دورانِ خطبہ تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھتے تھے۔''

(مصنف ابن ابی شیبہ : ۲/۱۱۱، ح : ۵۱٦۵ ، وسندہ، صحیح)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

انّما فعل الحسن اتّباعاً للحدیث ، وھو روٰی عن جابر عن النّبیّ صلّی اللّہ علیہ وسلّم ھذا الحدیث ۔

''بلاشبہ امام حسن بصری رحمہ اللہ نے حدیث کی اتباع میں یہ کا م کیا ہے ، انہوں نے ہی جابر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ حدیث بیان کی ہے ۔''(جامع ترمذی تحت حدیث : ۵۱۱)

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (م ۱۹۸ھ) جوکہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کے راوی ہیں، خطبہ جمعہ کے دوران آنے پر دو رکعت ادا کر کے بیٹھتے تھے اور دوسروں کو اس کا حکم بھی دیتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں :

قال ابن أبی عمر:کان سفیان بن عیینہ یصلّی رکعتین اذا جاء والامام یخطب وکان یامر بہ۔

''محمد بن یحییٰ بن ابی عمررحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ جب امام کے خطبہ جمعہ کے دوران آتے تو دو رکعت ادا فرماتے تھے ،نیز اس کا حکم بھی دیتے تھے ۔''(جامع ترمذی ، تحت حدیث: ۵۱۱)

امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ امام ابو عبدالرحمن عبداللہ بن یزید المقری رحمہ اللہ (م ۲۱۳ھ) کا بھی یہی خیال تھا ۔(جامع ترمذی ، تحت حدیث: ۵۱۱)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : والقول الأوّل أصح ۔
''پہلا قول (خطبہ کے دوران دو رکعت ادا کرنا) راجح ہے ۔''(جامع ترمذی ، تحت حدیث: ۵۱۱)

امام شافعی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل تھے ۔ (جامع ترمذی ، تحت حدیث: ۵۱۱ ، وسندہ، صحیح)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے ۔ (جامع ترمذی ، تحت حدیث: ۵۱۱ ، مسائل احمد لابنہ عبد اللہ : ۱۲۲)

امام اسحق بن راہویہ رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ (جامع ترمذی ، تحت حدیث: ۵۱۱)

عن أبی مجلز قال : اذا جئت والامام یخطب یوم الجمعۃ فان شئت رکعت رکعتین وان شئت جلست ۔
''اما م ابو مجلز تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب آپ جمعہ کے خطبہ کے دوران آئیں تو اگر چاہیں ، دو رکعات ادا کر لیں اور اگر چاہیں تو بیٹھ جائیں ۔''(مصنف ابن ابی شیبہ : ۵۱٦٦، ۲/۱۱۱، وسندہ، صحیح)

امام ابو مجلز کی بات کادوسرا جز نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے موافق نہیں ، لہٰذا ان کی یہ بات قابل قبول نہیں۔

فائدہ :

⋆ امام ترمذ ی رحمہ اللہ ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں :
لأنّ ابن عمر ھو روٰی عن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ، وھو أعلم بمعنٰی ما روٰی ۔
''سیدنا عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ روایت بیان کی ہے اور وہی اپنی روایت کے مفہوم کو بخوبی جانتے ہیں ۔''(جامع ترمذی : تحت حدیث : ۱۲٤٥)

⋆ علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں : الصّحابی الرّاوی أعلم بالمقصود ۔
'' حدیث کو روایت کرنے والے صحابی اپنی روایت کے مقصود کو سب سے بڑھ کر جاننے والے ہوتے ہیں ۔''(عمدۃ الفاری : ٤/١٦)

⋆ مشہور غیر اہلحدیث جناب محمد سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب لکھتے ہیں :
''او ر یہ بات باقرار مبارکپوری صاحب اپنے مقام پر آئے گی کہ

راوی حدیث خصوصا جبکہ صحابی ہو ،ا پنی مروی حدیث کی مراد کو دوسروںسے بہتر جانتا ہے ۔''(احسن الکلام : ١/٢٦٨)
رسول اکرم سے خطبہ کے دوران دو رکعت نماز کے حکم کو بیان کرنے والے صحابی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے آپ کی وفات کے بعد مروان کے دور حکومت میں خطبہ کے دوران دو رکعت پڑھنا ، ہم پیچھے ثابت کر آئے ہیں ۔
محدثین تو مانتے ہی ہیں ، اب دیوبندی اصول کے مطابق بھی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا عمل خصوصا اور امام حسن بصری و سفیان بن عیینۃ رحمہمااللہ کا عمل عموما اس حدیث سے سلیک رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی ہر آدمی سے ،جو خطبہ جمعہ کے دوران آتا ہے ، دو رکعا ت نماز ادا کرنے کا تقاضا کرتا ہے ۔
یہ حدیث محدثین کی نظر میں:
اب ہم محدثین کرام کے ارشادات کی روشنی میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس فرمان کا جائزہ لیتے ہیں، کیونکہ محدثین اپنی روایات کو مقلدین سے بہتر جانتے ہیں اور بقول جناب سرفرازؔ خاں صفدر صاحب اس روایت کو بیان کرنے والے محدثین خصوصا نے سےہی عموما تو اپنی روایات کو دوسرے لوگوں سے بہتر جانتے ہیں ۔
امام الائمہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ (٢٢٣۔ ٣١١ھ) اس حدیث پر یوںباب قائم فرماتے ہیں :
باب الأمر بتطوّع رکعتین عند دخول المسجد وان کان الامام یخطب خطبۃ الجمعۃ ، ضدّ قول من زعم أنّہ غیر جائز أن یصلّی داخل المسجد والامام یخطب ۔
''امام جمعہ کا خطبہ بھی دے رہاہو تو مسجد میں داخل ہونے والے کو دو نفل پڑھنے کا حکم کا بیان ، بخلاف اس شخص کے جو امام کے خطبہ کے دوران مسجد میں داخل ہونے والے کے لئے اس کو نا جائز قرار دیتا ہے ۔''
(صحیح ابن خزیمہ باب : ٩١ ، ح : ١٨٣٠)
امام ابن المنذر رحمہ اللہ (م ٣١٨ ھ) فرماتے ہیں :
یصلّی اذا دخل والامام یخطب رکعتین خفیفتین صلّی فی منزلہ أو لم یصلّ ، لأنّ النّبیّ صلّی اللّہ علیہ وسلّم أمر بذالک الدّاخل فی المسجد وأمرہ علی العموم ۔
''امام کے خطبہ کے دوران کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ دو

رکعت نماز ادا کرے گا ، خواہ اس نے گھر میں نماز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو ، کیونکہ نبی نے مسجد میں داخل ہونے والے کو بالعموم یہ حکم دیا ہے۔''

(الاوسط لابن المنذر : ٤/٩٤ تحت حدیث : ٥٣٥)

امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی رحمہ اللہ (١٨١ ۔ ٢٥٥ ھ) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اورامام حسن بصری رحمہ اللہ کا اس پر عمل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

أقول بہ ۔ ''میرا بھی یہی فتوی ہے ۔''(مسند دارمی : ٢/٩٧١ ، تحت حدیث : ١٥٩٤)

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (م ٤٥٦ ھ) کافتوی بھی ملاحظہ فرمائیں :

ومن دخل یوم الجمعۃ والامام یخطب فلیصلّ رکعتین قبل أن یجلس ۔

''جو جمعہ کے دن خطبے کے دوران آئے اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعات ادا کر لے ۔''

(المحلی لابن حزم : ٥/٦٨ ، مسئلہ : ٥٣١)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

نقول و نأمر من دخل المسجد والامام یخطب ، والمؤذّن یؤذّن ، ولم یصلّ رکعتین ، أن یصلّیھما و نأمر أن یخفّفھما ، فانّہ روی فی الحدیث أنّ النّبیّ أمر بتخفیفھما

''ہم یہی کہتے ہیں اور حکم بھی دیتے ہیں کہ جو شخص خطبہ جمعہ یا اذان کے دوران مسجد میں داخل ہو ، اس نے دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں تو وہ دو رکعتیں پڑھ لے ، نیز ہم اسے مختصر پڑھنے کا حکم دیں گے ، کیونکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مروی ہے کہ آپ نے ان کو مختصر کرنے کا حکم فرمایا تھا ۔''

(الام : ١/٢٢٧)

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

ھذہ الأحادیث کلّھا صریحۃ فی الدّلالۃ لمذھب الشّافعی وأحمد واسحاق وفقھاء المحدثین أنّہ اذا دخل الجامع یوم الجمعۃ والامام یخطب استحبّ أن یتجوّز فیھما لیسمع بعدھما الخطبۃ وحکی ھذا المذھب أیضا عن الحسن البصری و غیرہ من المتقدّمین ۔

''یہ ساری کی ساری احادیث امام شافعی ، احمد ، اسحق رحمہم اللہ اور فقہاء محدثین کے مذہب پر صریح دلالت کرتی ہیں ، جو

شخص دوران خطبہ مسجد میں داخل ہو ، اس کے لئے دو رکعت
بطور تحیہ المسجد مستحب ہیں ، ان کو ادا کئے بغیر بیٹھنا مکروہ
ہے ، ان دو رکعتوں میں اختصار سے کام لینا بھی مستحب ہے ، تا
کہ ان کے بعد خطبہ سنا جا سکے، یہی مذہب امام حسن بصری
رحمہ اللہ وغیرہ متقدمین ائمہ سے منقول ہے ۔''(شرح مسلم
للنووی : ۱/۲۸۷)
تنبیہ:
جناب محمد سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب کہتے
ہیں :
''امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم ص ۷۸۲ ج ۱ میں لکھتے ہیں :
وقال الملک واللیث وابو حنیفہ والثوری و جمھور السلف من من
الصحابۃ والتابعین لا یصلیھا وھو مروی عن عمر و عثمان و علی
رضی اللّٰہ عنھم اجمعین و حجتھم الامر بالا نصات للامام ۔۔۔
(خزائن السنن : ٤١٩ ، ٤٢٠)
جناب دیوبندی صاحب کی دیانتِ علمی کا اندازہ لگائیں ، دلائل و
براہین سے تہی دست ہو کر تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتے ہوئے
قاضی عیاض کی یہ عبار ت حافظ نووی رحمہ اللہ کے ذمہ تھوپ
دی ،جبکہ حافظ نووی رحمہ اللہ کا واضح موقف ہم ذکر کر چکے
ہیں ۔
جہاں تک قاضی عیاض کی عبارت کا تعلق ہے تو یہ سراسر باطل
اور مردود ہے ، جمہور تو درکنار کسی ایک صحابی سے بھی یہ
بات قطعا ثابت نہیں ہے کہ دوران خطبہ آنے والا دو رکعت نہ
پڑھے ، بلکہ سیدنا ابو سعید خدر ی رضی اللہ عنہ جیسے جلیل
القدر صحابی ئ رسول مر مٹنے کے لئے تیار ہو گئے ، مگر دوران
خطبہ دو رکعتیں نہیں چھوڑیں ،
جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں :
ویقضی العجب من الشّیخ النّووی کلّ العجب حیث حکی عن
القاضی عیاض أنّہ ھو مذھب الجمہور من الصّحابۃ والخلفاء
والرّاشدین ۔
''یہ بہت ہی تعجب کی بات کہ ہے امام نووی نے قاضی عیاض
سے نقل کر دیاہے کہ یہی جمہور صحابہ کرام اور خلفائے راشدین
کا مذہب ہے۔''(فیض الباری از انور شاہ کشمیری : ۲/۳۳۸)
مقلدین کو چاہیے کہ وہ اپنے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے با سند
صحیح دوران خطبہ ان دو رکعتوں کی ممانعت ثابت کریں ، ورنہ

ماننا پڑے گا کہ وہ اس مسئلے میں ابو حنیفہ کے مقلد نہیں ہیں ۔
ہمارا دعوی ہے کہ تقلید پرستوں کے پاس اس مسئلے میں کوئی ضعیف روایت بھی نہیں ہے ۔

مانعین کے دلائل:

دلیل نمبر ١ :

جناب محمد سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب کہتے ہیں :

''بخاری ص ١٢١ ج ١ ، مسلم ص ٢٨٣ ج ١ اور موارد الظمان ص ١٤٨ میں ہے ،واللفظ للبخاری یصلی ما کتب لہ ثم ینصت اذا تکلم الامام ، الحدیث ، اور موارد الظمان میں یہ لفظ ہیں : ثم رکع ما شا اللّٰہ ان یرکع ثم انصت اذا خرج امامہ ۔ اس صحیح روایت سے پتا چلا کہ امام کے خطبے سے پہلے تو نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اذا تکلم الامام کے بعد گنجائش نہیں ہے ۔(خزائن السنن ـ: ٢/١٧٠)

جواب :

اولاً : سرفراز صاحب کی مشار الیہ روایت کے مکمل الفاظ ملاحظہ ہوں :

عن أبی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال : من اغتسل ثمّ أتی الجمعۃ فصلّی ما قدّر لہ ثم أنصت حتی یفرغ من خطبتہ ثمّ یصلّی معہ غفرلہ ما بینہ و بین الجمعۃ الأخرٰی و فضل ثلثۃ أیام ۔

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کرتے ہیں ، آپ نے فرمایا ، جو شخص غسل کرتا ہے ، پھر جمعہ میں حاضر ہوتا ہے ، جتنی اللہ توفیق دے نماز ادا کرتا ہے ، پھر (امام کے) خطبے سے فارغ ہونے تک خاموش رہتا ہے ، پھر اس کے ساتھ (جمعہ کی) نماز ادا کرتا ہے ، اس کے پچھلے جمعہ سے اب تک کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں ، ساتھ ساتھ تین دنوں کے گناہ مزید معاف کر دیے جاتے ہیں ۔''

غور فرمائیں کہ سرفراز صفدر صاحب نے کج فہمی یا محض تعصب کی وجہ سے اس روایت سے استدلال کیا ہے ، حالانکہ ہمارا نزاع دوران خطبہ آنے والے شخص کے بارے میں ہے ، نہ کہ امام کے آنے سے پہلے ہی مسجد میں پہنچ جانے والے آدمی کے بارے میں ۔

جو آدمی امام سے پہلے ہی مسجد میں پہنچ کر نوافل ادا کر رہا ہے ، اس کے بارے میں تو ہمارا بھی یہی موقف ہے کہ وہ نوافل

پڑھنا بند کر کے امام کا خطبہ سنے گا ، اس روایت کو پیش کر کے صفدر صاحب نے کوئی علمی پہاڑ سر نہیں کیا بلکہ اس سے تو صرف اس مسئلہ میں ان کی بے بسی ظاہر ہوئی ہے ۔

ثانیاً:نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صریح فرمان اذا جاء احدکم یوم الجمعہ والامام یخطب فلیرکع رکعتین کے بعد ان دو رکعتوں سے روکنے والے پر لازم ہے کہ وہ دوران خطبہ خاص ان دو رکعتوں کی ممانعت میں کوئی صریح دلیل پیش کرے ، ھاتو برھانکم ان کنتم صدقین !

ثالثاً:ثمّ ینصت اذا تکلّم الامام سے دوران خطبہ دو رکعتوں کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی ، کیونکہ یہ دو رکعتیں انصات کے خلاف نہیں ، آپ کے اقوال آپس میں متعارض نہیں ہو سکتے ۔

خود احناف بھي تو اسے انصات کے خلاف نہیں سمجھتے ، جب کوئی آدمی قرآن سنے تو اسے انصات کا حکم ہے ، لیکن کیا وجہ ہے کہ احناف کے ہاں صبح کی نماز میں دوران قرآت آنے والا بھی جلدی سے دو رکعت نفل ادا کر سکتا ہے ، کیا صفدر صاحب کو یہاں انصات کا خیال نہیں رہا؟

دلیل نمبر ۲ :

جناب محمد سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب کہتے ہیں :

''مجمع الزوائد ص ۱۷۱ ج ۲ میں روایت ہے : عن نیشہ الھذلیّ کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : فان لم یجد الامام خرج صلّی ما بدالہ وان وجد الامام قد خرج جلس فاستمع وأنصت ، الحدیث ، علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : رواہ أحمد ورجالہ رجال الصّحیح خلا شیخ أحمد وھو ثقہ ۔

(خزائن السنن : ۲/۱۷۰)

جواب :

اولاً :صفدر صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ صرف علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کا قول رجالہ رجال الصحیح نقل کرنے سے روایت صحیح نہیں ہوجائے گی ، کیونکہ اصول حدیث میں کسی روایت کی صحت کے لئے صرف راویوں کا ثقہ ہونا کافی نہیں ، بلکہ اتصال سند بھی ضروری ہے ، جس سے آپ بہت گریزاں ہیں ، ذرا عطاء الخراسانی جو کہ'' حسن الحدیث ''راوی ہیں ،ان کا نبیشہ الہذلی رضی اللہ عنہ سے سماع تو ثابت کریں ، اس روایت میں دو علّتیں ہیں :

★۱ عطاء الخراسانی رحمہ اللہ مدلس اور کثیر الارسال راوی ہیں ، یہاں سماع کی صراحت نہیں مل سکی ۔
★۲ ان کا نبیشہ الہذلی رضی اللہ عنہ سے تو کجا کسی بھی صحابی سے سماع سرے سے ہی ثابت نہیں۔
(تقریب التہذیب)

ثانیاً:صفدر صاحب نے علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کا رجالہ رجال الصحیح کہنابلانکیر نقل کر دیا ہے ، یہ بھی ان کی خطاء یا تغافل ہے ، کیونکہ عطاء الخراسانی رحمہ اللہ صحیح بخاری کے راوی نہیں ہیں ، جیسا کہ فضیلۃ الشیخ ارشا الحق اثری حفظہ اللہ تعالی نے توضیح الکلام ص ۱۷۲ ج ۲ میں محقق و مدلل بحث سے ثابت کر دیا ہے ، شائقین مراجعت فرما کر مستفید ہوں ۔

★۳ جناب محمد سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب لکھتے ہیں :

''جمہور یہ جواب دیتے ہیں کہ آنے والے کا نام سلیک عطفانی تھا ،یہ شخص بڑا فقیر اور خستہ حال تھا ، آپ لوگوں سے اس کے لئے چندہ مانگنا چاہتے تھے ، آپ نے اس کو حکم دیا کہ اٹھ کر دو رکعت پڑھ ، مطلب یہ تھا کہ لوگ اس کی خستہ حالی کو دیکھ لیں اور اس پر صدقہ کریں ، چنانچہ نسائی ص ۱۵۸ ج ۱ میں روایت ہے :جا ء رجل [illegible] (خزائن السنن : ۲/۱۷۰۔۱۷۱)

جواب :

اولاً: ہم صفدر صاحب سے یہ پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ جمہور کون ہیں ؟ کیا سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ، سفیان بن عیینہ ، حسن بصری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام اسحق بن راہویہ، امام ترمذی، امام بخاری، امام مسلم، شیخ بخاری عبداللہ بن یزید المقری، امام ابن خزیمہ، امام ابن المنذر،امام دارمی، علامہ ابن حزم اور امام ابن حبان رحمہم اللہ کے مقابلہ میں امام ابن سیرین، امام سفیان ثوری اور عروہ رحمہم اللہ جمہور کہلائیں گے ؟ ہم پچھلے صفحات میں ثابت کر چکے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ سے بسند صحیح ان دو رکعتوں کی ممانعت ثابت نہیں ،نیز جمہور صحابہ تو درکنار کسی ایک صحابی سے بھی یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکی ۔

★ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کلّ من نقل عنہ یعنی من الصّحابۃ منع الصّلاۃ والامام یخطب

محمول علی من کان داخل المسجد لأنّہ لم یقع عن أحد منهم التّصریح بمنع التّحیّۃ وقد ورد فیها حدیث یخصّها فلا یترک بالاحتمال ۔

''جن صحابہ سے حالت خطبہ میں نماز سے روکنا منقول ہے وہ مسجد میں پہلے سے موجود لوگوں کے بارے میں ہے ، کیونکہ کسی ایک صحابی سے بھی ان دو رکعتوں کا بطور تحیۃ المسجد صراحتا ممنوع ہونا ثابت نہیں ، اس بارے میں خصوصا ایک حدیث بھی آ گئی ہے ، لہٰذا اسے احتمالاً ترک کرنا درست نہیں''

(فتح الباری : ۲/۱۱٤ ، تحفۃ الاحوذی : ۱/۳٦٤)

لہٰذا صفدر صاحب کی اس کاوش کو تحقیق کا نتیجہ تو نہیں کہا جا سکتا ، البتہ تقلید کا شاخسانہ ضرور قرار دیا جائے گا

ثانیاً :اپنی تاویل کی دلیل میں انہوں نے جو روایت بحوالہ نسائی پیش کی ہے ، اس کے راوی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں ، اور جناب ہی کے بقول صحابی راوی خصوصا اپنی روایت کو دوسروں سے بہتر جانتا ہے،لٰذا جب ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اس روایت کا حکم ہر شخص کے لئے عام سمجھتے ہیں ، تو ایک مقلد کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ان کی مخالفت کر کے اس کو خاص کر دے ؟

سنن نسائی کی اس روایت کا فہم کم از کم امام نسائی رحمہ اللہ سے ہی لے لیتے تو صفدر صاحب کی کچھ تسلی ہو جاتی ، امام نسائی رحمہ اللہ نے اس روایت سے دوران خطبہ دو رکعت سے ممانعت ثابت نہیں کی بلکہ خطبہ جمعہ کے دوران صدقہ کے لئے لوگوں کو آمادہ کرنے کا جواز ثابت کیا ہے اور اس سے آٹھ روایات پیچھے آئیں تو معلوم ہو گا کہ امام موصوف نے خطبہ جمعہ کے دوران نماز پڑھنا جابر بن عبداللہ کی حدیث سے ثابت کیا ہے ، حدیث کے فہم میں محدثین کی بات معتبر ہے یا مقلدین کی ؟

موارد الظمان کے حوالہ سے جو روایت صفدر صاحب نے پیش کی ہے کہ ارکع رکعتین ولا تعودنّ لمثل هذا ، اس کی سند میں وہی محمد بن اسحق بن یسار ہے ، جس کے بارے میں صفدر صاحب نے (احسن الکلام) میں لکھا ہے کہ اسے ۹۰ فیصد محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اور کذاب تک جرح نقل کی ہے ، ہمارا سوال ہے کہ ایسے راوی کی روایت بطور تائید پیش کرتے ہوئے شرم نہ آئی ؟

دوسری بات یہ ہے ولا تعودنّ لمثل هذا سے مراد کون سا کام

ہے ؟کاش کہ صفدر صاحب آگے بھی پڑھ لیتے ! اس کے بارے میں امام ابن حبان رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں :

قولہ : لا تعودن لمثل هذا أراد الابطاء فی المجییئ الی الجمعة ، لا الرّکعتین اللّتین أمر بهما ، والدّلیل علی صحّة هذا خبر ابن عجلان الّذی تقدّم ذکرنا له أنّه أمره فی الجمعة الثّانیة أن یرکع رکعتین مثلهما ۔

'' نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس فرمان سے آپ کی مراد جمعہ میں دیر سے آنا ہے ، نہ کہ وہ دو رکعتیں جن کا اسے حکم دیا گیا تھا ، اس بات کی تائید ابن عجلان کی حدیث سے بھی ہوتی ہے ، جو ہم پیچھے ذکر کر چکے ہیں ، کہ آپ نے اسے دوسرے جمعہ میں بھی اسی طرح دو رکعتیں ادا کرنے کا حکم فرمایا تھا ۔''

(صحیح ابن حبان: ٦/٣٥٠ تحت حدیث : ٢٥٠٤)

شارح بخاری جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں :

بل هو نهی عن الابطاء عن الجمعة وحضورہ فی وقت الخطبة حتّی لزمه امساکها ۔

''(احناف نے اسے دو رکعت سے ممانعت پر محمول کیا ہے، ایسا نہیں ہے) بلکہ یہ تو جمعہ میں لیٹ آنے سے منع کیا گیا ہے ، صحابی مذکور نے خطبہ میں لیٹ آنا مستقل معمول بنا لیا تھا ۔''(فیض الباری : ٢/٣٤١)

تیسری بات یہ ہے کہ کیا رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس فعل مبارک کے پیش نظر آپ بھی دوران خطبہ ایسے آدمی کو دو رکعت ادا کرنے کا حکم دیں گے ؟ اگر جواب اثبات میں ہے ، تو آپ کا مذہب باطل ، کیونکہ دوران خطبہ دو رکعت کا جواز خود بخود ثابت ہو جائے گا ، لیکن اگر جواب نفی میں ہے ، تو اس حدیث میں آپ کا کیا حصہ ؟ اگر آپ اس پر عمل نہیں کر سکتے تو واضح ہے کہ آپ نے اپنی تقلید نا سدید کو بچانے کے لئے احادیث کو تروڑنے مروڑنے کا کاروبار شروع کر رکھا ہے ، اور کسی طرح سے بھی حدیث کو ماننے کے لئے تیار نہیں ۔

صفدر صاحب کی بد اعتقادی :

جناب محمد سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب کہتے ہیں :ـ

''ان روایات سے پتا چلا کہ یہ ایک مخصوص واقعہ تھا ، ضابطہ اور

قاعدہ نہ تھا ، بعض راویوں نے اس کو ضابطے کی شکل میں پیش کر دیا ہے ۔''(خزائن السنن : ۲/۱۷۱)

کبرت کلمۃ تخرج من أفواھھم ان یقولون الّا کذبا ۔

''ان روایات'' کی وضاحت ہم کر چکے ہیں ، ان سے ان کا مدعا ثابت نہیں ہوا۔تقلید اتنی مہلک بیماری ہے کہ اس کا مریض انکار حدیث تک جا پہنچتا ہے ، صفدر صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ذخیرہ حدیث کی ان کے ہاں کیا وقعت ہے ؟ یہ تو ایک روایت ہے ، جس پر طبع آزمائی کرنے سے صفدر صاحب کی عقل نارسا اس باطل نتیجے پر پہنچی ہے ، نا معلوم اور کتنی احادیث ہوں گی جن کو نبی سے سننے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے راویوں نے اپنی مرضی سے ضابطے کی شکل میں پیش کر دیا ہو گا ؟ اعاذنا اللّٰہ من ھذہ الھفوات ۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے فروعی مسائل بیان کرنے والے کذاب اور خبیث راویوں کی روایات پر اندھا اعتماد اور دین کا انحصار ہے، لیکن افسوس کہ بالاتفاق ثقہ راویوں کی روایت کردہ حدیثِ نبوی پر اتنی بد اعتمادی اور بد اعتقادی ! تلک اذاً قسمۃ ضیزٰی ۔

دراصل یہ انکار حدیث کی ایک غیر مرئی شکل ہے ، صفدر صاحب کو چاہیے کہ وہ علی الاعلان حدیثِ نبوی سے برائت کا اظہار کر دیں ، یوں حیلے بہانوں سے اس کے چہرے کو کیوں مخدوش کرتے ہیں ؟

ــ یہ خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہو
صاف چھپتے بھی نہیں ، سامنے آتے بھی نہیں

قارئین !خود اندازہ فرمائیں کہ حدیث نبوی کے بارے میں ایسے خیالات کے حامل لوگ دین کے کتنے خیر خواہ ہوسکتے ہیں ؟ نیز یہ حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت ؟ ؟؟

★★ ★★ ★★